عالم الغیب خدا آنکھوں کی خیانت کو بھی خوب جانتا ہے۔
امراءِ قوم کی بد دیانتی قوم کو ہلاک کر دیتی ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۰ رنومبر ۱۹۹۲ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کے بعد حضور انور نے درج ذیل آیت کریمہ تلاوت کی۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝۲۸ (الانفال:۲۸)

پھر فرمایا:۔

اس کا ترجمہ یہ ہے کہ اے مومنو! اللہ اور اس کے رسول کی امانت میں خیانت نہ کیا کرو۔ وَتَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ اور تمہارا یہ حال ہے کہ اپنی امانتوں میں خیانت کرتے ہو اور تم جانتے ہو کہ کیا کر رہے ہو۔

اس آیت کریمہ سے متعلق کچھ گفتگو کرنے سے پہلے میں اس آیت سے متعلق ایک دو اور باتیں بیان کرنا چاہتا ہوں جو گزشتہ جمعہ میں زیر غور تھیں۔ اس کا ایک مرکزی پہلو یہ تھا کہ يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ (مومن:۲۰) کہ اللہ تعالیٰ آنکھ کی خیانت کو جانتا ہے اور اس کو بھی جانتا ہے جو سینوں میں ہے یا دلوں میں ہے۔ اس سلسلہ میں میں نے بیان کیا تھا کہ آنکھ میں خیانت کی چمک دکھائی دیتی ہے اور دل جو کچھ چھپاتے ہیں ان سے بھی خدا تعالیٰ اسی طرح واقف ہے جیسے ظاہری آنکھ کی علامتوں سے لیکن امر واقعہ یہی ہے کہ بدی حقیقت میں دل ہی

میں پلتی ہے اور حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ نے جو فرمایا کہ نیتوں پر تمام اعمال کا دارومدار ہے (بخاری کتاب الوحی حدیث نمبر:۱) اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ بدی کا آغاز دل سے ہوتا ہے تو خدا تعالیٰ نے یوں کیوں فرمایا کہ یَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْیُنِ آنکھوں کی خیانت کو جانتا ہے۔ اس مضمون کو سمجھنے کے لئے قرآن کے ایک دوسرے محاورے پر نگاہ ڈالیں تو بات واضح ہو جاتی ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ (التغابن:۱۹) وہ غیب کو بھی جاننے والا خدا ہے اور الشَّهَادَةِ کو جاننے والا بھی ہے۔

اس مضمون پر اگر آپ گہرا غور کریں تو معلوم ہوگا کہ ہر چیز جو پردہ شہود پر ظاہر ہوتی ہے وہ دراصل پردہ غیب سے باہر آتی ہے اور اصل غیب ہے۔ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ (البقرہ:۴) فرمایا یومنون بالشهادہ نہیں فرمایا کیونکہ انسان اگر اپنی سائنسی معلومات پر بھی غور کرے جو ہزاروں سال کی محنت کے بعد اس نے حاصل کیں تو یہ عمل اس کو یہ بتائے گا کہ دراصل وہ غیب سے کچھ چیزوں کو شہود میں یعنی ظاہر میں لا رہا ہے اور ہر چیز غیب میں ہے اور غیب سے ظاہر میں یا شہود کی حالت میں لانے کے لئے خدا تعالیٰ نے خود انسان کو وہ فراست عطا فرمائی، وہ عقل بخشی جس نے کروڑہا سالوں میں رفتہ رفتہ ترقی کر کے غیب کو ظاہر کی علامتوں سے پہچاننے کی طاقت حاصل کر لی اور صلاحیت حاصل کی۔

یہ یاد رکھیں کہ ہر چیز غیب ہے جب تک خدا نے عقل کو یہ جوہر عطا نہیں فرمایا اس وقت تک ساری کائنات غائب تھی۔ کچھ بھی نہیں تھا۔ اگر عقل کو یعنی صلاحیتوں کو کائنات کے وجود سے نکال دیا جائے جو ان چیزوں کو دیکھتی ہیں اور سمجھ آجاتی ہیں اور اُن چیزوں کو نہیں دیکھتی جو ابھی دکھائی نہیں دے رہیں لیکن ممکن ہے کبھی دکھائی دینے لگیں گے۔ پھر انسان کو سمجھ آتی ہے کہ رفتہ رفتہ ہمارا سفر غیب سے حاضر کا سفر ہے جیسے نلکا چلا کر مخفی پانی کو یا تیل کے خزانوں کو باہر لایا جاتا ہے۔ یہ وہ امر ہے جو خدا تعالیٰ کی طرز کلام ہے اور قرآن کریم میں جگہ جگہ دکھائی دیتی ہے۔ تو آنکھ پر جو خائنہ کی علامت ظاہر ہوئی اس نے دل میں پرورش پائی تھی غیب میں تھی لیکن جب نیتیں گندی ہو گئیں تو آنکھوں میں دکھائی دینے لگی۔

اس مضمون کو کھول کر بیان کرنے کی ضرورت اس لئے پیش آئی ہے کہ اس میں ہمارے لئے تربیت کے بہت سے سبق ہیں۔ امر واقعہ یہ ہے کہ جب بھی انسان بھٹکنے لگتا ہے اُس کی آنکھوں سے ضرور پتا چل جاتا ہے۔ ایک پاک باز نیک انسان کی سیر ہوئی ہوئی آنکھیں بالکل اور پیغام دیتی

ہیں اور ایک بدنیت کی آنکھیں بالکل اور پیغام دیتی ہیں اور آنکھ کا پیغام تو اتنا لطیف ہے کہ بظاہر انسان کو بھی بعض دفعہ سمجھ نہیں آتا لیکن لطیف ہونے کے باوجود ظاہر بھی ہے اور اگر انسان غور کرے اور فکر کرے تو یہ پیغام اس کو دکھائی دینا چاہئے۔ان دو باتوں میں بظاہر تضاد ہے لیکن حقیقت میں تضاد نہیں ہے۔انسان کی دیکھنے والی آنکھ اگر لطیف نہ رہے تو وہ دوسرے کی آنکھ کی لطافت کو پڑھ نہیں سکتی اور آنکھ کی لطافت حقیقت میں سچی اور ظاہر بھی ہے کیونکہ جانور انسان کی آنکھ کو پہچان جاتے ہیں۔ان میں چونکہ جھوٹ نہیں ہے کوئی بدی نہیں ہے،ان کی فطرتیں مسخ نہیں ہوئی ہیں۔اس لئے جانور فوراً آنکھ کو پہچان جاتے ہیں۔کسی کی آنکھ میں خوف ہو تو کتا اس پر حملہ کرتا ہے،کسی کی آنکھ میں پوری طمانیت ہو تو اس کو کچھ نہیں کہے گا۔ایک پرندہ اگر آنکھ پر نظر ڈالتا ہے تو اس کو پتا چل جاتا ہے کہ اس کی آنکھ شکاری کی آنکھ ہے یا کھانا دینے والے کی آنکھ ہے۔چنانچہ ہم سیر پر جایا کرتے تھے تو بعض دفعہ مگ اور مرغابیاں آجایا کرتی تھیں ان کو ہم روٹی ڈالا کرتے تھے۔ہمارے ایک ساتھی تھے ان سے میں نے کہا کہ آپ کی آنکھ میں مگوں کو دیکھ کر لالچ آتی ہے اس لئے یہ آپ سے گھبراتے ہیں اور جانور واقعۃً پہچانتا ہے۔جو لوگ کتوں سے ڈرتے ہیں کتے ضرور ان پر حملہ کرتے ہیں۔تو خدا تعالیٰ نے کیسی عظیم الشان بات اور کتنا گہرا فطرت کا راز ہمیں بتایا ہے۔دو ہی چیزیں ہیں جن پر تمہیں نظر رکھنی ہوگی۔دل اور آنکھیں۔دل میں بدی کو نہ پلنے دو۔اصل راز نیکی اور تقویٰ کا یہ ہے کہ دل میں بدی کو داخل ہی نہ ہونے دو یا وہاں پلنے نہ دو اگر وہ پل کر باہر آئے گی تو پھر اس کو آنکھوں سے پہچانو۔اپنی آنکھوں سے بھی اور غیر کی آنکھوں سے بھی۔

میں نے دیکھا ہے کہ اس حکمت پر گھر کی تربیت کا انحصار ہے۔بچوں کی تربیت پر اس کا بہت زیادہ انحصار ہے۔ابھی جب میں کینیڈا کے سفر پر گیا تھا تو وہاں بھی بعض باتیں سامنے آئیں بعض خاندانوں نے ملاقات کے وقت اپنے بچوں کے متعلق شکایت کی اور کہا کہ کیا کریں ہم فلاں بچیاں ہیں وہ قابو میں نہیں،فلاں بیٹا ہے وہ قابو میں نہیں اور بھی روزمرہ ایسے واقعات سامنے آتے ہیں۔ابھی ایک دو دن کی ملاقات میں یہاں بھی ایک خاندان کے ایسے سربراہ آئے تھے جنہوں نے اپنی مظلومیت کا ذکر کیا کہ میں کیا کروں؟ اولاد کے ہاتھوں بے بس ہو رہا ہوں تو ان کو میں نے یہی بات سمجھائی۔شروع میں ان کو یہ ماننے میں تھوڑا سا تردّد تھا کہ میرا قصور ہے لیکن جب بات واضح

ہوئی تو بلا تردّد پوری طرح تسلیم کرلیا۔ میں نے ان سے کہا کہ دیکھیں آپ لوگوں کو اپنے بچوں کی علامتیں دکھائی دینی چاہئیں۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ ایک بیٹی اچانک ہاتھ سے نکل جائے، یہ ناممکن ہے کہ کوئی بیٹا اچانک باغی ہو جائے۔ خدا کا کلام گواہ ہے کہ دلوں میں جو کچھ پلتا ہے وہ آنکھوں سے ضرور ظاہر ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ نے آنکھ سے دل کی طرف سفر ہمیں اس لئے دکھایا۔ خدا تو غیب سے ظاہر کی طرف سفر کرتا ہے لیکن یہاں اس مضمون میں تقدیم و تاخیر کی حکمت مجھے یہ سمجھ آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں سمجھا رہا ہے کہ میں تو غیب بھی جانتا ہوں حاضر بھی جانتا ہوں لیکن اگر تم نے اپنی اولاد اپنی نسلوں کی تربیت کرنی ہے اور اپنی قوم پر نظر رکھنی ہے تو یاد رکھو کہ آنکھوں سے پہچاننا۔ یاد رکھو کہ اگر تم آنکھوں میں مخفی بدیاں، بدنیتیاں پہچان لوگے تو بروقت اپنی اولاد کی یا ان کی تم تربیت کرسکو گے جو تمہارے تابع ہیں ورنہ تم اس موقع کو ہاتھ سے گنوا بیٹھو گے۔ پس آنکھ میں شرارت پکنے سے پہلے جب وہ مستقل اس کا حصہ بن جاتی ہے اس سے پہلے کارروائی کی ضرورت ہے۔ چنانچہ ان پودوں کی طرح جن کی جڑیں ابھی مضبوط نہ ہوئی ہوں لیکن ان کی علامتیں باہر ظاہر ہو جائیں تو اس وقت اس روئیدگی کو بڑی آسانی کے ساتھ پاؤں تلے کچل کر پامال کیا جاسکتا ہے لیکن جب وہ درخت بن جائیں جب ان کی علامتیں خوب کھل کر ظاہر ہو جائیں تو پھر ان کو مٹانا اور ان کو اکھیڑنا بڑا مشکل کام ہے۔ پس اپنی تربیت کے امور میں آپ اس آیت کریمہ کے مضمون کو پیش نظر رکھیں تو خصوصیت سے وہ لوگ جو مغرب میں اپنی اولاد کی تربیت کے متعلق پریشان ہیں ان کے مسائل حل ہو جائیں گے جب بچے میں پہلی دفعہ کوئی ٹیڑھا پن دیکھتے ہیں، اس کی آنکھ میں کوئی شرارت، کوئی فتنہ دیکھتے ہیں تو اس وقت ضرورت ہے کہ اس کی طرف پوری توجہ کردیں اور اپنی محبت سے، پیار سے سمجھا کر جیسا بھی ہو اس کے دل سے وہ بدی نوچ لیں جس کی علامتیں آنکھوں میں ظاہر ہونی شروع ہوئی ہیں۔

اب میں اس آیت کی طرف واپس آتا ہوں جس کی تلاوت میں نے ابھی کی تھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْٓا اٰمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ کہ اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کی خیانت نہ کیا کرو۔ وَتَخُوْنُوْٓا اٰمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ حال یہ ہے کہ تم اپنی امانتوں کی خیانت کرتے ہو اور تمہیں علم نہیں۔

اس کے معانی میں سے دو معانی ہیں جو میں اس وقت آپ کے سامنے زیادہ وضاحت سے

رکھنا چاہتا ہوں۔اوّل یہ کہ اللہ اور اس کے رسول کی امانت میں خیانت حقیقت میں ہماری اپنی امانتوں میں خیانت ہے اور یہ ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔ایک تو اس کا معنی یہ ہے یعنی جب ہم اپنے بھائی سے بد دیانتی کرتے ہیں، اپنی قوم سے بد دیانتی کرتے ہیں، اپنے مالک سے، اپنے نوکر سے اپنے بہن بھائی سے، لین دین میں یا تقویٰ کی آزمائشوں میں ہم ناکام رہتے ہیں اور خیانت کرتے ہیں تو ان میں سے ہر خیانت دراصل اللہ اور اس کے رسول کی خیانت ہے یہ طرز بیان ہم پر یہ ظاہر کرتی ہے کہ دیکھو تم یہ نہ سمجھنا کہ تمہاری خیانتیں تمہاری اپنی خیانتیں ہیں۔کون پوچھے گا۔گھر کی بات ہے۔تم نے اپنی بیوی سے خیانت کی بیوی نے تم سے کی، بھائی نے بہن سے کی وغیرہ وغیرہ تو یہ سمجھ لو کہ ہم آپس میں ہی کر رہے ہیں۔ ہمارا معاملہ ہے۔فرمایا نہیں، درحقیقت ہر خیانت اللہ اور اس کے رسول کی خیانت ہے۔کوئی خیانت بھی ایسی نہیں ہے جو تم کرتے ہو اور جو خدا اور اس کے رسول کی خیانت نہ بنتی ہو۔

دوسرا ایک اور بہت لطیف مضمون ہے۔وہ قوموں کے حالات بگڑنے کا راز ہے۔وہ لوگ جو اپنے معاملات میں خائن ہو جاتے ہیں پھر وہ خدا اور رسول کی خیانت بھی ان معنوں میں کرنے لگتے ہیں کہ پیغام کے باغی ہو جاتے ہیں۔پیغام کے رنگ بدلنے لگتے ہیں اور فتنہ وفساد کی مستقل بنیادیں ڈال دیتے ہیں۔چنانچہ جب مذاہب بگڑتے ہیں تو پہلے انسانی معاملات کی خیانت ظاہر ہوتی ہے، پھر وہی خائن لوگ خدا پر بھی ہاتھ ڈالنے لگتے ہیں، اس کے رسول کی بے حرمتی بھی کرتے ہیں اس کی باتوں کو بھی توڑ مروڑ کر پیش کرتے ہیں اور خدا اور رسول کی باتوں کو بھی توڑ مروڑ کر پیش کرتے ہیں۔یہاں اس خیانت کی طرف اشارہ ہے اور مرکزی اصول وہی کارفرما ہے۔وَاَنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ جب تم اپنی روزمرہ کی بد دیانتیوں کے متعلق جانتے ہو کہ حقیقت میں تم بد دیانت ہو خیانت کر رہے ہو، تم سے چھپی ہوئی نہیں۔یاد رکھنا کہ جب اللہ اور رسول کی خیانت کرو گے تو وہ بھی تم سے چھپی ہوئی نہیں۔دنیا سے چھپی ہوئی ہو سکتی ہے مگر وہ ظالم جو خدا کے کلام کو اپنی مرضی کے تابع توڑتے مروڑتے اور اپنی مرضی کے مطالب اس کی طرف منسوب کرتے ہیں۔جو رسول کے کلام کی بے حرمتی کرتے ہیں ان کو بہت بڑی تنبیہ ہے کہ تم جانتے ہو تمہارا یہ کوئی عذر قبول نہیں کیا جائے گا کہ تم نے نادانی میں غلط ترجمے کر لئے تھے۔خائن آدمی اگر روزمرہ کے معاملات میں خائن ہے تو خدا اور رسول کے

معاملے میں بھی خائن ہو جاتا ہے اور جو روزمرہ کے معاملات میں خائن نہیں ہے اللہ اس کی حفاظت فرماتا ہے اور پھر وہ خدا اور رسول کے معاملے میں غلطی تو کر سکتا ہے مگر خائن نہیں بنتا تو خیانت دیکھیں انسان کو کہاں سے کہاں لے جاتی ہے اور کیسے قعر مذلت میں گرا دیتی ہے۔ خیانت کے خلاف جماعت کو ایک بڑی جدوجہد کے ساتھ ایک مہم چلانی ہوگی، جہاد کرنا ہوگا، پوری کوشش کرنی ہوگی۔ جس سے جماعت کے بچے بچے کے ذہن میں اور دل میں یہ بات ثبت کر دی جائے کہ خیانت ایک ایسا جرم ہے جو قوموں کے کردار کو کھا جاتا ہے، جوان کے ایمان کو کھا جاتا ہے جوان کے اعمال صالح کو تباہ کر دیتا ہے اور ترقی یافتہ قومیں ہمیشہ ہمیش کے لئے قعر مذلت میں گر جاتی ہیں اس لئے خیانت سے خبردار رہو۔ پس قرآن کریم نے آیات میں جگہ جگہ خیانتوں کے عنوان لگائے ہیں اور ان عنوانات کے تابع بڑی گہری باتیں بیان فرمائی ہیں۔ ان کے اوپر حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ نے مزید روشنی ڈالی تاکہ وہ شخص جو اپنی فہم سے ان باتوں کو پا نہ سکے اس کا خیال ان باتوں کی تہ تک پہنچے۔ اس سلسلہ میں ایک حدیث میں نے چُنی ہے۔

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنه ان النبی صلی اللہ علیه وعلی اله وسلم قال لکل غادر لواء عند استه یوم القیامة.. یرفع له بقدر غدره الا ولا غادر اعظم غدرا من امیر عامة

(مسلم کتاب الجہاد حدیث نمبر: ۳۲۷۱-۳۲۷۲)

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر دھوکہ دہی کرنے والے کا جھنڈا اس کی پیٹھ کے پاس قیامت کے دن نصب ہوگا۔ دو باتیں بیان فرمائی ہیں۔ پہلی بات یہ ہے کہ ہر دھوکہ دینے والے کا، ہر خیانت کرنے والے کا جھنڈا اس کی پیٹھ کے پاس اس کے پیچھے قیامت کے دن نصب ہوگا۔ پیٹھ کے پیچھے کا ایک مضمون تو دوسری جگہ کھولا گیا ہے کہ جہاں ہلاکت کی خبر ہو وہاں سامنے سے پیش کرنے کی بجائے حساب کتاب پیچھے سے لیا جائے گا۔ ایک تو یہ مضمون ہے جس کی طرف انسان کا ذہن اس حدیث کو سُن کر جاتا ہے کہ بہت ہی بڑے عذاب کی خبر ہے کہ اس کی خیانت کا جھنڈا اس کی پیٹھ کے پیچھے گاڑا جائے گا دوسری یہ بات کہ خیانت کا اس سے زیادہ خوبصورت انتقام نہیں لیا جا سکتا۔ انسان دوسرے سے اس کی پیٹھ پیچھے خیانت کرتا ہے۔ فرمایا اس کی پیٹھ کے پیچھے وہ

جھنڈا گاڑا جائے گا جو دنیا کو دکھائے گا کہ یہ خائن تھا۔ جو خیانتیں اس نے اپنی طرف سے دنیا سے چھپانے کی کوشش کی تھی وہ ایک جھنڈے کی صورت میں طنزاً اس کی پیٹھ کے پیچھے نصب کی جائے گی اور وہ جھنڈا دور سے دکھائی دے گا۔ فرمایا جتنا بڑا خائن ہوگا اتنا ہی بلند وہ جھنڈا ہوگا۔ یہ ایک Irony ہے، تصویری زبان میں خائن سے انتقام کا حیرت انگیز نقشہ کھینچا گیا ہے کہ تم خیانتیں کرلو، چھپالو، لوگوں کی پیٹھ پیچھے جو کچھ منصوبے بنانے ہیں بناؤ قیامت کے دن تمہارے یہ منصوبے تمہاری پیٹھوں کے پیچھے گاڑے جائیں گے جتنی تم نے بددیانتیاں کی ہوں گی اتنا ہی یہ راز کھولا جائے گا۔

دوسری بات حضورؐ نے یہ فرمائی کہ **ولا غادر اعظم غدرا من امیر عامه.** عوام الناس پر جو امیر مقرر کیا جاتا ہے وہ اگر خیانت کرے تو اس کی خیانت سے بڑھ کر اور کوئی خیانت نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جس کو معاملات سونپے جاتے ہیں وہ ان معاملات میں جو اس کو سونپے گئے ہیں اگر خیانت کرے تو جتنا وسیع ان کا اثر ہوگا اتنا ہی زیادہ اس کی خیانت اپنے آپ سے ضرب کھاتی چلی جائے گی۔ ایک شخص ایک شخص سے خیانت کرتا ہے، خیانت تو خیانت ہی ہے لیکن اس کا نقصان ایک شخص کو پہنچ رہا ہے۔ ایک شخص ایک خاندان سے خیانت کرتا ہے اس کا نقصان ایک خاندان کو پہنچتا ہے لیکن وہ شخص جو امیر ہو اس کی خیانت کا نقصان اس کے تابع تمام افراد کو پہنچتا ہے چنانچہ خیانت کا گناہ اس کے نقصان سے ماپا جائے گا۔ یہ مراد ہے خیانت کا جتنا وسیع نقصان پہنچے گا اتنا ہی زیادہ اس شخص سے جواب طلبی ہوگی اتنا ہی زیادہ وہ خدا کی ناراضگی کا سزاوار ٹھہرایا جائے گا۔

اس سلسلہ میں ہم سب سے پہلے تو حکومتوں کی امارات کے مضمون کو سامنے رکھتے ہیں۔ امارتیں دو قسم کی ہیں۔ ایک مذہبی ذمہ داریاں ہیں جن کو یہ سونپی جاتی ہیں ان کے لئے بہت بڑی تنبیہ ہے اور دل ہلا دینے والا پیغام ہے اور ایک وہ جو دنیا کی امارتیں ہیں۔ یہ لفظ امیر دونوں پر یکساں چسپاں ہوتا ہے اس کی تو تاریخ میں بھی بڑی کثرت سے مثالیں بھری پڑی ہیں اور موجودہ دور میں بھی کہ جہاں حکومتوں کے سربراہ خائن ہوئے وہاں حکومتیں اس طرح برباد ہوئی ہیں کہ نہ ان کی اقتصادیات باقی رہیں، نہ ان کی سیاسیات باقی رہیں، نہ اخلاق رہے، نہ مذہب رہا سب کچھ مٹ گیا اور آج تیسری دنیا کے لئے اس حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں کھلم کھلا پیغام ہے۔ اگر وہ اس پیغام کو

سمجھیں تو بڑی بڑی ہلاکتوں سے بچ سکتے ہیں ورنہ دنیا کی کوئی طاقت ان کو بچا نہیں سکتی کیونکہ امیر کی خیانت سے بڑھ کر اور کوئی خیانت اثر نہیں دکھاتی دوسروں کو بے بس کر دیتی ہے۔ یہ ایسی خیانت ہے کہ اس کے مقابل پر ایمان داروں کی ایمان داریاں بھی کچھ کر نہیں سکتیں بے بس اور نہتی ہو جاتی ہیں۔

تیسری دنیا میں جب میں سفر کرتا ہوں اور میری ملاقاتیں جب ان کے سربراہوں سے ہوتی ہیں مثلاً جب میں نے افریقہ میں دورہ کیا تو میں نے ہر صاحب امر کو یہ بات پہنچائی میں نے کہا ایک زمانہ ایسا تھا کہ آپ شکوہ کیا کرتے تھے کہ آپ کو سفید ہاتھوں نے لوٹا ہے بڑا ظلم تھا۔ باہر سے سفید ہاتھ آئے اور انہوں نے آپ کو لوٹا لیکن اب آپ کو کالے ہاتھ لوٹ رہے ہیں، وہ آپ کے اپنے ہاتھ ہیں۔ اس ملک میں پیدا ہوئے ہیں۔ جب تک آپ دیانت کے معیار کو بلند نہیں کرتے آپ کسی پہلو سے کسی رُخ سے ترقی نہیں کر سکتے۔ نہ آپ کی اقتصادیات سنبھل سکتی ہے، نہ آپ کی سیاسیات درست ہو سکتی ہے، نہ کسی شعبہ زندگی میں کسی اصلاح کی صورت ممکن ہے کیونکہ ایک بددیانت آدمی ایک ایسے گندے پودے کی طرح ہو جاتا ہے جس کو کڑوے پھل لگتے ہیں۔ ایک خاندان کے ایک شخص کے متعلق کسی نے ایک بزرگ عورت سے عرض کیا کہ اس ماں کی جو فلاں بیٹی ہے وہ تو اچھی ہے نا تو اس نے اپنی بزرگی اور سادگی اور گہری فراست کے ساتھ صرف یہ کہا کہ کڑیے کوڑی ول نوں مٹھے پھل نہیں لگ دے۔ اگر بیل کڑوی ہو جائے تو اس کا ہر پھل کڑوا ہوتا ہے، تم نہیں سمجھتی یہ بیل کڑوی ہے۔ بہت گہری حکمت کی بات ہے۔ تو امیر کی امارت کے متعلق حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ نے جو توجہ دلائی تو دراصل اس کو ہم دوسرے لفظوں میں یہ کہہ سکتے ہیں کہ خبردار! بیل نہ کڑوی ہو۔ اگر کسی قوم کا امیر گندہ ہو جائے، اس کی نیتیں خراب ہو جائیں، وہ خائن بن جائے تو ساری قوم اس بیل کی طرح ہو جاتی ہے جسے پھر لازماً کڑوے پھل لگیں گے پھر دنیا کی کوئی طاقت اس کو بچا نہیں سکتی۔ آج تیسری دنیا کے مسائل کا حل صرف اس حدیث میں ہے۔ جتنی مرضی کانفرنسیں کر لیں۔ بڑے ممالک ایک طرف آ جائیں، چھوٹے ممالک ایک طرف اور اقتصادی مسائل کو حل کرنے کی کوشش کریں یا سیاسی مسائل کو حل کرنے کی کوشش کریں سب فرضی باتیں ہیں۔ ایک کوڑی کا نتیجہ بھی نہ آج تک کبھی نکلا ہے نہ آج نکل سکتا ہے اور نہ کل نکلے گا۔ بیماری ہے ہی اور ''ماروں گھٹنا پھوٹے آنکھ'' والی بات کرتے ہیں اگر گھٹنے پر چوٹ پڑی ہے تو آنکھ کیوں پھوٹے گی۔ گھٹنا پھوٹے گا تو آپ کا دل پھوٹ گیا ہے

۔وہ مرکز جہاں نیتیں پلتی ہیں وہ گندہ ہو چکا ہے اور امارتیں گندی ہوگئی ہیں ۔ یہ ناممکن ہے کہ کسی ذلیل سے ذلیل ترین ملک کی امارت یعنی سیاست اور اس کے جو سربراہ ہیں وہ پاک اور صاف ہو جائیں اور قوم بہتر نہ ہو جائے یہ ہو ہی نہیں سکتا ۔ جہاں ملکوں کے حال گندے اور بد ہیں جان لیں کہ وہاں کی سیاست گندی ہے، وہاں کے سربراہ جن کے ہاتھ میں معاملات کی کلید تھمائی جاتی ہے، چابی پکڑائی جاتی ہے وہ بدنیت اور گندے ہو چکے ہیں اس لئے حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کی تنبیہ ضرور وہاں چلے گی اور وہ یہ نہیں سمجھتے کہ اس کی جواب طلبی ہونی ہے ۔جیسا کہ قرآن کریم نے فرمایا کہ دیکھو تم آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ بد دیانتیاں کرتے ہو اور یہ بھول جاتے ہو کہ تمہاری ہر بد دیانتی درحقیقت خدا سے بد دیانتی ہے اور اس کے رسول سے بد دیانتی ہے اور جب خدا اور اس کے رسول سے بد دیانتی کرو گے تو بغیر حساب کے چھوڑے نہیں جاؤ گے ۔خدا کی مخلوق جس کے بھی سپرد کی جائے خواہ وہ سیاسی سربراہ ہو یا کسی اور حیثیت سے سربراہ ہو، جن معاملات میں خدا کے بندے اُس کے سپرد کئے جاتے ہیں ان معاملات میں اگر وہ بد دیانتی کرتا ہے تو اس کا اثر ساری قوم پر پھیلے گا ۔دو قسم کی کمزوریاں ہوسکتی ہیں ۔ایک ذاتی اور ایک عامۃ الناس سے تعلق رکھنے والی ۔ یہاں اس کمزوری کا ذکر ہے جس کا تعلق قوم سے ہے یعنی قومی معاملات میں خیانت نہ کرنا ۔تمہاری اپنی خیانت بھی پوچھی جائے گی اپنے متعلق اپنی ذمہ داریوں میں اس ناکامی پر بھی پوچھے جاؤ گے جن کا تمہاری ذات سے صرف تعلق ہے اور تمہارے خاندان سے ہے لیکن اتنی بڑی جرأت نہ کر بیٹھنا ان معاملات میں خیانت کرو جن کا ساری قوم سے تعلق ہے ان کا جھنڈا پھر اندازہ کریں کہ کتنا بلند ہوگا وہ تو انسان کے تصور میں بھی نہیں آسکتا ہے، امریکہ کا سربراہ ہے، روس کا سربراہ ہے، یورپ کی حکومتوں کے سربراہ ہیں ۔ان کے اپنے طور کی خیانتیں ہیں اور خدا تعالیٰ یہ خبر دیتا ہے کہ یہ سارے پوچھے جائیں گے ۔ان کے بداثرات قوم پر ضرور پڑتے ہیں لیکن میں اس وقت تیسری دنیا کی حکومتوں کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ اگر آپ نے درست ہونا ہے تو کسی طرح دُعائیں کر کے یا جیسا بھی بس چلے اپنا سربراہ دیانت دار چن لیں، ایسا جو پاک نیت ہو، جو بااصول ہو اور اصولوں سے نہ ٹلے اور اصولوں کا سودا نہ کرے ۔

اب دیکھیں پاکستان کی دردناک تاریخ میں دراصل یہی ایک بنیادی کمزوری دکھائی دیتی ہے ۔ایک ہی رخنہ ہے جس کے نتیجہ میں رفتہ رفتہ پاکستان پھٹا، ساری قوم پھٹنے لگی، ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی

اور پھر اس وقت سے سنبھل ہی نہیں رہی۔ آج کل مثلاً جو ہو رہا ہے یہ کوئی ایسی بیماری نہیں جو آج پیدا ہوئی ہے۔ یا چند سالوں میں پیدا ہوئی ہے۔ اپوزیشن کہتی ہے کہ نواز شریف صاحب نے یہ بیماریاں پیدا کی ہیں۔ یہ الزام لگانے والے جب خود اوپر آئے تھے تو اس وقت کہتے تھے فلاں نے پیدا کیں ہیں۔ اس وقت نواز شریف صاحب موجود ہی نہیں تھے ان سے پہلے اور تھے۔ بیماریاں پہلے سے شروع ہوئی ہیں اور ان کی جڑیں تاریخ میں گہری ہیں۔ بیماری اس وقت تک نہیں تھی جب تک قائداعظم زندہ تھے۔ قائداعظم بہت صاحب فراست انسان تھے۔ باتوں کی چالاکی ان کو نہیں آتی تھی لیکن عقل میں تقویٰ تھا۔ یہ ملاں اُن پر اعتراض کرتے ہیں اور حملے کرتے ہیں کہ یہ غیر مسلموں کی طرح تھا۔ تقویٰ ایسی چیز ہے کہ اگر غیر مسلم میں بھی ہو تو اس عقل کو بھی جلا بخش دیتا ہے اور اگر نہ ہو تو کتنا بڑا پکا مسلمان ہو اُس کے اندر اندھیرے ہی پلیں گے اس سے زیادہ اور کچھ اس سے توقع نہیں رکھ سکتے۔ تو قائداعظم نے ملاں سے صلح نہیں کی، ملاں کی دھمکیوں سے مرعوب نہیں ہوئے یعنی اس حد تک کہ اصولوں کے سودے کرلیں۔ قائداعظم نے اپنی زندگی میں جتنے فیصلے کئے ہیں ان کا تنقیدی نظر سے مطالعہ کر کے دیکھ لیجئے ایک بھی فیصلہ ایسا نہیں ہے جس کی بنیاد تقویٰ پر نہ ہو۔ ایک سربراہ کا تقویٰ یہ ہوتا ہے کہ وہ فیصلہ کرے جو اُس کے نزدیک قوم کے لئے جائز اور درست ہے اور اخلاق کے اعلیٰ اصولوں کے منافی نہیں ہے۔ اس پہلو سے قائداعظم کا فیصلہ ہر شک سے بالا تھا اور ہر قسم کی تنقید سے بالا تھا۔ مولویوں سے دیکھ لیجئے کہ انہوں نے اس بات پر ٹکر لی کہ مولوی کہتے تھے احمدیوں کو غیر مسلم قرار دے دو ہم تمہاری جوتیاں چاٹیں گے قائداعظم کو اپنی جوتیاں چٹوانے کا کوئی شوق نہیں تھا۔ یہ بھی تقویٰ کی ایک علامت ہے۔ ان کو کوئی پرواہ نہیں تھی کہ کوئی ان کی تعریف کرتا ہے یا نہیں کرتا لیکن انہوں نے کہا کہ میں اس اصول کو تسلیم نہیں کر سکتا۔ قوم پھٹ جائے گی جو شخص اپنے آپ کو مسلمان کہے گا ملی تعریف کی رو سے مسلمان کہلائے گا۔ میں ایک سیاست دان ہوں، مجھے مذہبی تعریف کی باریکیوں سے کوئی دلچسپی نہیں ہے، نہ میرا کام ہے۔ اللہ جس کو چاہے مسلم قرار دے اور جس کو چاہے غیر مسلم قرار دے دے مگر میرے نزدیک ملت کے لئے مسلمان کی ایک ہی تعریف قابل قبول ہو سکتی ہے جو شخص اپنے آپ کو مسلمان کہے گا وہ مسلمان ہے۔ جو نہیں کہتا وہ نہیں ہے۔ چھٹی کرے۔ ہر شخص آزاد ہے جو چاہے کرے جو چاہے کہے اتنی سی بات پر وہ اڑ گئے۔ انہوں نے کہا کہ

سوال ہی نہیں پیدا ہوتا کہ میں اس پر کوئی سودا کروں۔ مولویوں نے لالچیں دیں طرح طرح کی دھمکیاں دیں، یہ کہا کہ ساری قوم آپ کے قدموں میں لا ڈالیں گے، آپ کے خادم بن جائیں گے آپ کے گُن گائیں گے، قیامت تک آپ کا جھنڈا بلند رکھیں گے لیکن قائداعظم نے ایک ذرّہ بھی ان لوگوں کی طرف توجہ نہیں کی ثابت قدم رہے اور دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کا ان کے ساتھ کیسا شان کا سلوک تھا کہ ان سب مولویوں کے پاؤں تلے سے زمین نکال دی سارے مولوی جھوٹے کر دیئے۔ جب یوم حساب آیا ہے تو ان کے پیچھے چلنے والا کوئی بھی باقی نہیں رہا ساری قوم قائداعظم کے پیچھے چل پڑی۔

اب بھی پاکستان کے مسائل کا دراصل یہی حل ہے۔ ان کو اتاترک تو میسر نہیں آ سکتا۔ اتاترک سے زیادہ عظیم قائداعظم ہے۔ اتاترک نے تو ایک بدنی سزا دے کر اور انتقام لے کر اپنے مخالفوں کو نیچا دکھانے کی کوشش کی تھی اور بزور شمشیر ملّاں کو دیر تک سیاست سے باہر رکھا لیکن قائداعظم نے تو نہایت ہی اخلاق کا نمونہ دکھاتے ہوئے اپنی قربانی پیش کی لیکن اصول سے پیچھے نہیں ہٹے۔ جب سے ملّاں پاکستان کی سیاست میں داخل ہوا ہے پاکستان کی سیاست گندی سے گندی ہوتی چلی گئی اور سیاست دان آزاد رہا ہی نہیں۔ جب ملّاں سے بددیانتی کے سودے ہو گئے، بداخلاقی کے سودے ہو گئے، ایک کمزور جماعت کے حقوق کو جانتے بوجھتے ہوئے کچلا گیا ہے، کون پاکستان کا سیاست دان ہے جو کہے کہ ہمیں علم نہیں تھا۔ آپس کی پرائیویٹ باتوں میں سب کہتے ہیں کہ ظلم ہو گیا لیکن کسی ایک میں بھی جرأت نہیں ہے کہ وہ احمدی کے خون کا سودا مولوی سے کرنے کے لئے تیار نہ ہو۔ جہاں اس کو اپنا دو کوڑی کو بھی فائدہ نظر آئے گا وہ یہ خون بیچے گا اور جس طرح حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ نے ہمیں تنبیہ کی تھی کہ دیکھو آزاد کو پکڑ کر کسی اور کے پاس بیچنے کا تمہیں کوئی حق نہیں۔ کوئی ایک آزاد انسان کی آزادی کو اگر کسی دوسرے کے پاس اپنے تھوڑے سے کمینے مفاد کی خاطر بیچ ڈالے تو اس کے لئے کیسی سخت تنبیہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمائی لیکن پاکستان کے سیاست دان چونکہ خائن ہو چکے ہیں اس لئے ان کو کوئی پرواہ نہیں ہے۔ یہ بحث اُٹھاتے ہیں کہ یہ تھوڑے ہیں یا زیادہ حالانکہ خیانت میں تھوڑے زیادہ کی بحث ہی نہیں ہوا کرتی۔ ایک آنے کی خیانت بھی خیانت ہے اور اموال کی ایک عظیم ڈھیری کی خیانت بھی خیانت ہے۔ چنانچہ قرآن کریم نے خیانت کے اسی مضمون کو یہود یوں کے حوالے سے اس طرح بیان فرمایا ہے کہ دیکھو

یہودیوں میں بھی بعض ایسے لوگ ہیں کہ اگر ان کے پاس دولتوں کے پہاڑ لگا دیئے جائیں تو تب بھی وہ خیانت نہیں کریں گے۔ جب وہ وعدہ کرتے ہیں کہ ہم اس مال کی حفاظت کریں گے تو ضرور حفاظت کریں گے۔ کیسی شان ہے قرآن کریم کی۔ وہ قوم جس نے قرآن اور صاحبِ قرآن سے سب سے زیادہ دشمنی کی ہے اس قوم کے پاک لوگوں کو کیسا خراج دیا جا رہا ہے۔ کیسا ان کا حق تسلیم کیا جا رہا ہے کہ بعض ان میں شریف ہیں اور ایسے ایسے شریف ہیں کہ اگر دولتوں کے پہاڑ بھی ان کے سپرد کر دیئے جائیں تو بد دیانتی نہیں کریں گے لیکن افسوس کہ ان بدنصیبوں کی اکثریت ہے جن کے پاس ایک آنہ بھی رکھو، ایک پیسہ بھی رکھو۔ تھوڑا سا بھی دے دو تو وہ خیانت کر جائیں گے خیانت خیانت ہی رہے گی۔ تو یہ کیا سودا ہوا کہ تھوڑے لوگوں کے حقوق مارے جاتے ہیں تو کیا فرق پڑتا ہے۔ مارے ہی تھوڑوں کے جایا کرتے ہیں۔ بڑوں کے حقوق مارنے کی تمہیں جرأت کہاں ہے۔ جب جرأت کرتے ہو تو آگے سے مار بھی پڑتی ہے۔ اگر بڑوں کے حقوق مارنے کی کوشش کرو گے تو وہ سیاسی غلطی ہے۔ طاقتور پر ہاتھ ڈالو گے تو وہ بے وقوفی ہے لیکن جب غریب کے حقوق پر ہاتھ ڈالو گے، کمزور کے حقوق پر ہاتھ ڈالو گے تو یہ خیانت ہے اور اس خیانت کو آنحضرت ﷺ نے اس رنگ میں پیش فرمایا کہ ایک آزاد شخص کی آزادی چھیننے کا تمہیں کیا حق ہے۔ خدا نے اپنے بندوں کو جو حقوق دیئے ہیں فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّ مَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ اگر ایمان تمہارے پاس ہی ہے تب بھی خدا کہتا ہے کہ میرے بندے ہیں تمہیں زبردستی کسی کو مومن بنانے کا کیا حق ہے۔ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ (الکہف: ۳۰) جو چاہے ایمان لاتا پھرے اور جو چاہے کافر ہوتا پھرے۔ میرا اور میرے بندوں کا معاملہ ہے۔ تم بیچ میں دخل دینے والے کون ہوتے ہو لیکن انہوں نے کئی کئی نیک بہانے بنائے اور جانتے بوجھتے ہوئے احمدیوں کے سودے کئے اور مولویوں کے پاس عملاً احمدیوں کے تمام حقوق بیچ ڈالے۔ اس خیانت کو خدا تعالیٰ معاف نہیں کر سکتا۔ اب سیاست دان گلیوں میں نکلے ہیں۔ نہایت بھیانک اور بڑے تکلیف دہ مناظر ہیں جو ساری دنیا میں دکھائے جا رہے ہیں اور اس قوم کی پولیس کا حال دیکھیں کہ اس وقت چونکہ ہر آدمی حکومت کا پٹھو بن جاتا ہے اس لئے انتہائی خوفناک مظالم کرتی ہے حالانکہ دنیا میں کہیں بھی پولیس ایسی ناجائز سختی ان لوگوں پر نہیں کیا کرتی جو آگے سے ہاتھ نہ اُٹھائیں، جو شرارت نہ کریں۔ محض اکٹھے ہونے سے منع کرنے پر اگر کوئی اکٹھا ہو جائے تو اس پر دنیا

کی آزاد ممالک کی پولیس زیادتی نہیں کیا کرتی، ان کو دھکیلتی ہے اس کو روکنے کی کوشش کرتی ہے۔ پہل اگر مجمع کی طرف سے ہو، اگر پولیس کو مار پڑے، ان کے اوپر بم پھینکے جائیں، ان پر گولیاں چلائی جائیں، ان پر بوتلیں پھینکی جائیں اور کئی قسم کے فساد ہوں تو پھر اس فساد سے بچنے کے لئے اسی حد تک جوابی کارروائی کیا کرتی ہے اور آزاد اور ترقی یافتہ ممالک میں یہ عجیب بات سامنے آتی ہے کہ بعض فسادات کے موقع پر پولیس والے زیادہ زخمی ہوتے ہیں اور دوسرے کم اور پولیس اس وقت اپنے قابو سے نکلتی ہے جب چارہ نہیں رہتا۔ جب ہر طرف سے اس کو پڑنی شروع ہوتی ہیں تو پھر وہ بھی زیادتیاں کر جاتے ہیں مگر ان کی تصویریں دیکھنے والا پہچان لیتا ہے کہ زیادتی کدھر سے شروع ہوئی تھی۔ مجھے تو زیادہ وقت نہیں ملتا مگر ایک جھلکی میں نے دیکھی تو آپ اندازہ نہیں کر سکتے کہ کیسی تکلیف دہ وہ چیز تھی جو مجھے دکھائی دی اور میں سوچ رہا تھا کہ ساری دنیا میں یہ بدنامی ہو رہی ہے۔ معزز سیاست دان ہیں اور احتجاج کرنے کے لئے نکلے ہوئے ہیں ان کے ساتھ خواتین ہیں۔ ان کو ایک پولیس والا پکڑتا ہے اور ڈنڈے مارتا ہوا کھینچ کر وہاں لے آتا ہے جہاں پولیس والے گھیرے میں لے لیتے ہیں اور پھر سارے پولیس والے اس نہتے آدمی پر جس نے آگے سے ہاتھ نہیں اُٹھایا ہوتا، پتھر نہیں مارا، کوئی ہتھیار استعمال نہیں کیا، ڈنڈے برسانے شروع کر دیتے ہیں۔ یہ کیسی سیاست ہے لیکن تمہاری اپنی پیدا کردہ ہے تم خائن ہوئے صرف جماعت احمدیہ کے معاملہ میں نہیں ہر معاملہ میں خائن ہو گئے اور یہ نہیں کہہ سکتے کہ صرف اپوزیشن دیانت دار ہے اور حکومت خائن ہے۔ کبھی اپوزیشن حکومت بن جاتی ہے تو کبھی حکومت اپوزیشن بن جاتی ہے یہ تو ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں۔ کبھی یہ باہر آ گیا تو کبھی وہ باہر آ گیا ادائیں ایک ہیں یہ مجھے تکلیف ہے۔ جب تک ادائیں نہیں بدلیں گی جب تک خیانت سے باز نہیں آئیں گے اس وقت تک قوم بچ نہیں سکتی اتنی خیانت ہے کہ یوں لگتا ہے کہ سیاست میں داخل ہونے سے پہلے ہی یہ خواب دیکھ رہے تھے کہ جب ہم بھی جائیں گے تو ہم بھی ایسا ایسا کیا کریں گے۔ تو وہ خیانت جو ان کی آنکھوں میں ظاہر ہو چکی ہے اب تو گلیوں میں جھانک رہی ہے۔ گھر گھر پر اس کی نحوست کا سایہ ہے وہ دراصل دلوں میں پلی تھی اللہ ان آنکھوں کی غیب خیانت کو بھی جانتا ہے جب ابھی وہ باہر نہیں آئی تھی۔

اس صورت حال پر جب نظر ڈالیں تو پاکستان، ہندوستان اور دوسرے تیسرے درجے کے

ملک جن میں عام روزمرہ کی بددیانتی زیادہ پائی جاتی ہے، بددیانتی مغربی ممالک میں بھی ہے مگر بڑے پیمانے کی ہے، اونچے پیمانے کی، جب اپنی قوم کے مفاد غیروں سے ٹکرائیں تو پھر دل کھول کر بد دیانتیاں کرتے ہیں مگر روزمرہ اپنی قوم سے بددیانتی کر نہیں سکتے۔ اس کی جرأت نہیں ہوتی کیونکہ قوم اس معاملے میں سخت گیر ہے مگر جہاں قوم بیچاری غیر تعلیم یافتہ اور کمزور ہو ان کو ہدایت دینے والا کوئی راہنما نہ ہو اور جو راہنما ہوں وہ خائن ہو چکے ہوں تو ایسی قوموں کا تو پھر کوئی نیک انجام نہیں ہوا کرتا۔ ان کے حالات پر آپ غور کر کے دیکھیں تو آپ کو خیانت کی تاریخ پہلے دلوں میں پلتی ہوئی پھر باہر آتی ہوئی نظر آئے گی۔ بعض زمیندار بلکہ اکثر نے اپنے بچوں کو اچھے سکولوں میں اس لئے ڈالا کہ کوئی اس زمانے میں (پُرانے زمانے کی باتیں ہیں) کوئی سوچتا تھا کہ اسے پٹواری لگواؤں گا اور پٹواری لگوا کر پھر جس طرح ہم نے پٹواری کی شانیں دیکھی ہیں کہ جس کا چاہا کھاتہ بدل کے کسی اور کے نام لگا دیا اس طرح میرا یہ بیٹا کیا کرے گا۔ پھر ہمارے خاندان کی شان دیکھنا اور یہ آغاز ہی میں شاید اس وقت سے ہی جب بچہ پیدا ہوا تھا اُس وقت سے ہی اس پر ایسے خاندان کے پٹواری کی نظر پڑ رہی تھی اور جنہوں نے بڑا تیر مارا انہوں نے نائب تحصیل دار کے خواب سوچے۔ بہت اونچے جو خاندان تھے انہوں نے کہا کہ جی! ہم تو ڈپٹی کمشنر بنوائیں گے۔ سی ایس پی بنوائیں گے پھر پورے ضلع پر راج ہوگا پھر ہم جس کو چاہیں گے مروائیں گے جس کو چاہیں گے زندہ کروائیں گے یہ سارے خواب دکھائی دینے والے خواب ہیں۔ ان لوگوں کی آنکھوں سے ان کی خیانت جھانکتی ہے۔ جو بڑے بڑے بدنیت زمیندار یا دوسرے صاحب اثر لوگ ہیں آپ اُن سے مل کر دیکھیں۔ ذرا سی بھی فراست ہو تو یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ آپ آنکھ کی خیانت معلوم نہ کر لیں۔ ان کی طرز بیان ہی ایسی کھوکھلی سی ہوتی ہے کہ اس سے پتا چلتا ہے کہ ایک چھوٹی بات ہے بے معنی بات ہے۔ تو اُس زمانے میں بچپن میں پھر یہی خواب ان کے سامنے دہرائے گئے ان کے سامنے معزز لوگوں کے جو نقشے کھینچے گئے وہ سارے معزز لوگ بددیانتی سے معزز بنے تھے ان کو جن صاحب اقتدار خاندانوں سے متعارف کرایا گیا وہ صاحب اقتدار خاندان صاحب اقتدار ہی بددیانتی کے نتیجہ میں ہوئے اور رفتہ رفتہ ساری قوم اس مضمون کو سمجھ گئی کہ اس ملک میں اگر عزت حاصل کرنی ہے تو خیانت سے حاصل ہوگی ورنہ نہیں ہو سکتی۔ اعلیٰ اخلاقی قدریں ایک دن میں پامال نہیں ہوا کرتیں، کم از کم سو سال لگے ہوں گے کہ قوم

رفتہ رفتہ ان قدروں سے دور ہٹتی چلی گئی۔ دلوں سے نیکی کی سب جڑیں اکھیڑی گئیں اور ایک بھی سیاستدان ایسا نہیں ہوا جس نے مہم چلا کر قوم کو دوبارہ با اخلاق بنانے کی کوشش کی ہو۔ بداخلاقی کی قیمت جب پڑنے لگ جائے تو پھر اس سوسائٹی میں اخلاق والا رہ کیسے سکتا ہے۔ قیمتیں ہی بداخلاقی کی پڑتی تھیں، قیمتیں ہی بددیانتی کی پڑا کرتی تھیں۔ اس کے بعد یہ سوچنا کہ اقتصادیات صاف رہ جائیں گی یا قومی معاملات صاف رہ جائیں گے یا سیاست پاک صاف ہوگی یہ بالکل باطل، جھوٹے تصور ہیں۔ یہ عقل کے خلاف بات ہے ایسا ممکن ہی نہیں رہتا۔ آپ آج جو حال دیکھ رہے ہیں یہ کم از کم سو سال کی یا شاید اس سے بھی پہلے کی پالی ہوئی بیماری ہے جو اب جسم کے ہر حصے سے ظاہر ہونے لگی ہے شعراء جب اپنی بے چینی کا اظہار کرتے ہیں تو بعض دفعہ کہتے ہیں کہ تم دو آنکھوں کو کہتے ہو میرا تو رواں رواں آنکھیں بن گیا ہے۔ میرے ایک ایک روئیں کی آنکھ میں تم میرے دل کا غم پڑھ سکتے ہو۔ کیسا دردناک منظر ہے کہ آج پاکستان کا رواں رواں آنکھ بن چکا ہے اور ہر آنکھ بددیانت اور خائن ہے۔ ہر آنکھ میں آپ اس خیانت کی کہانی پڑھ سکتے ہیں اور حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ نے جو نصیحتیں ہمیں فرمائیں، قرآن نے جو عنوان باندھے اور بتایا کہ اگر تم ترقی کرنا چاہتے ہو، اپنی اعلیٰ قدروں کی حفاظت کرنا چاہتے ہو تو خیانت سے بچ کر رہنا خیانت کی ایک ایک قسم گنوا کر دکھائی لیکن قوم ان سب سے غافل اسی حال پر چلی جارہی ہے۔ اب ہمیں اس سے کوئی دلچسپی نہیں رہی کہ آج یہ ہیں تو کل کون آئے گا۔ جس طرح کسی شاعر نے کہا تھا:-

ع ہمارے لئے سارے ولی ابن ولی آئے

جب تک رسول اللہ ﷺ کا کوئی غلام اور پرنہیں آتا جو تقویٰ اور امانت کے ساتھ اپنی امارت کے حق ادا کرنے نہیں جانتا اس وقت تک نہ ہمیں دلچسپی ہے نہ قوم کو کوئی دلچسپی ہوگی۔ آج کچھ لوگ آئیں گے اور تماشا دکھا کر چلے جائیں گے۔ کل گلیوں میں اور تماشا ہوگا۔ جو کل کتا کہا کرتے تھے وہ کل کتے کہلائیں گے۔ یہ بدنصیب تاریخ ہے جو بیسوں سال سے اسی طرح جاری وساری ہے اور قوم کا ضمیر جاگ نہیں رہا اس لئے کہ صاحب ضمیر لوگوں کی آوازیں بند ہیں اور جوان کے ضمیر جگانے کے لئے مقرر کئے گئے تھے اُن کو سب سے زیادہ جھوٹا کر کے دکھایا گیا ہے۔ پس خیانت نے تو پوری طرح چھاؤنی بنا رکھی ہے ہر جگہ، ہر روئے بدن میں خیانت داخل ہو چکی ہے۔

پس میں اپنی قوم کو یہ اپیل کرتا ہوں کہ خدا کے لئے غور کریں، سمجھیں آپ نے بچنا ہے تو ان اقدار سے بچیں گے جو زندگی کی اقدار ہیں۔ان اقدار کو آپ قرآن کریم سے حاصل کر سکتے ہیں حضرت محمد مصطفی ﷺ سے حاصل کر سکتے ہیں۔اس کے سوا وہ اقدار آپ کو کہیں دکھائی نہیں دیں گی۔

اب اسی مضمون کو آپ عالم اسلام پر چسپاں کر کے دیکھیں۔میں اس طرح تفصیل میں نہیں جانا چاہتا جیسے میں نے پاکستان کا ذکر کیا مگر بوسنیا کے حوالے سے مثلاً میں آپ کو بتاتا ہوں۔میں نے پچھلی دفعہ بھی بیان کیا تھا کہ بوسنیا کے مسلمانوں کی اتنی دردناک حالت ہے کہ اب تو غیر رونے لگے ہیں،اب تو عیسائی قوموں کے وہ سربراہ یعنی وہ صاحب اقتدار لوگ جو بہت حد تک ان باتوں کے ذمہ دار ہیں،اس غفلت کے مجرم ہیں کہ ایک قوم کو انہوں نے آنکھوں کے سامنے مٹاتے ہوئے دیکھا،ایک قوم کو صفحہ ہستی سے مٹانے کی نہایت بھیانک کوشش اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھی،روک سکتے تھے اور نہیں روکا لیکن اب حالت وہاں تک پہنچ گئی ہے کہ خود وہ بھی ان باتوں کا نوحہ کرنے لگے ہیں کہ بہت ظلم ہو رہا ہے اور ہم کچھ نہیں کر رہے۔مغربی سیاستدان اب جگہ جگہ اُٹھ کھڑے ہوئے ہیں اور بلند آواز سے وہ باتیں کر رہے ہیں جس پر اس شعر کا مضمون صادق آتا ہے کہ

رخصتِ نالہ مجھے دے، کہ مبادا ظالم
تیرے چہرے سے ہو ظاہر،غم پنہاں میرا (دیوان غالب صفحہ:۹۱)

اے ظالم! مجھے اجازت دے کہ میں اپنے غم بیان کروں ورنہ وقت آئے گا کہ تیرے چہرے سے میرا غم ظاہر ہونے لگے گا۔عالم اسلام کی زبان تو انہوں نے کھینچ رکھی ہے یا عالم اسلام کے سربراہوں نے اپنی زبان ان کے ہاتھوں فروخت کر رکھی ہے،بیچ رکھی ہے۔کسی کی کھینچی گئی۔کسی کی بیچی گئی۔عالم اسلام میں تو ان مظلوم بھائیوں کا نوحہ کرنے والا کوئی رہا نہ تھا لیکن حالت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ ان کے چہرے سے ہمارے مظلوم بھائیوں کا غم ظاہر ہونے لگ گیا ہے۔ایسے ایسے دردناک واقعات سننے میں آرہے ہیں۔جو مظلوم وہاں سے لُٹ کر اور بعض اس طرح بچ کر نکلے ہیں کہ خاندان کے سارے افراد کاٹے گئے ایسے ایسے بھیانک نقشے انہوں نے دکھائے ہیں کہ جس کے تصور سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔بھٹیاں روشن کی گئیں اور ان کے سامنے ان کے بچے ان بھٹیوں میں جھونکے گئے اور کہا گیا یہ تمہاری آئندہ نسل ہے،دیکھ لو یہ کہاں جارہی ہے۔صاحب دانش

لوگوں کو ان کے سامنے پہلے بھوکا رکھا گیا۔ پھر ایک آدمی جو تعلیم یافتہ اور سربراہ بننے کی کسی پہلو سے بھی حیثیت رکھتا تھا۔ یعنی قوم کا لیڈر بننے کی حیثیت رکھتا تھا اس کو بڑے دردناک طریقوں پر عذاب دے دے کر سب کے سامنے مارا گیا کہ ہم نے تمہارا سر بھی کاٹ دیا ہے، تمہارا مستقبل بھی برباد کر دیا ہے تم واپس آ کیسے سکو گے۔ اتنی دردناک حالت ہے لیکن عالم اسلام کو کچھ ذرہ بھی پتا نہیں لگا کہ یہ کیا واقعہ ہو گیا ہے۔ کتنی حسرت اور شرم کا مقام ہے کہ یہ باتیں کر رہے ہیں کہ ہم ان لوگوں کو کیسے رکھیں، ہمارے پاس اتنے پیسے کہاں ہیں، ہمارے اپنے آدمی بغیر ایمپلائمنٹ کے ہیں پھر بھی یورپ نے اتنا کر دیا مگر کبھی آپ سعودی عرب سے یہ بات نہیں سنیں گے، لیبیا سے یہ بات نہیں سنیں گے، دوسرے اسلامی ممالک جو تیل سے اتنے دولتمند ہو چکے ہیں کہ دولتوں کے پہاڑ لگ گئے ہیں ان کو ادنیٰ بھی حیا نہیں آئی، ادنیٰ بھی اس بات کا خیال نہیں آیا کہ ان غریب بھائیوں کے اوپر وہ خرچ کریں اور عیسائی ملکوں کو کہیں کہ تم اپنے ہاتھ کھینچ لو، ہمیں تمہاری کوئی ضرورت نہیں ہے تم اس ظلم میں شامل اور شریک ہو ہم اپنے بھائیوں کی خبر گیری کرنا جانتے ہیں۔ ان کے لئے کوئی ایک آواز آپ نے ان سے نہیں سنی ہوگی، کسی حکومت نے اپنے خزانے ان کے لئے نہیں کھولے، خزانے کیا اپنے سود کے اموال کا ایک ہزارواں لاکھواں حصہ بھی ان پر خرچ کرنے کی توفیق نہیں پائی۔

نتیجہ یہ نکلا ہے کہ مجھے چونکہ جماعت کی طرف سے مختلف ممالک سے رپورٹیں آ رہی ہیں کہ ہم نے بوسنیا کے مظلوموں سے رابطے کئے وہاں یہ دیکھا، ان کی ہمدردی کی۔ ان میں سے ایک خط ہے جس نے مجھے شدید تکلیف پہنچائی اور وہی خط اس بات کا موجب بنا ہے کہ میں آپ کے سامنے اسلامی ممالک کی اس بے حسی کا رونا روؤں۔ یہ بھی خیانت کی ایک قسم ہے اور بہت بڑی خیانت کی قسم ہے کہ خدا اموال دے اور جن پر خرچ کرنے کا حکم ہو اور ان کا خرچ روکنے کے لئے کوئی محرک موجود نہ ہو۔ ایک غریب آدمی تو کسی کا حق مار بھی لے تو سمجھا جاتا ہے کہ چلو مجبوراً مار لیا لیکن ایک صاحب دولت جس کے اموال میں اس کے غریب بھائیوں کا حق موجود ہو جیسا کہ قرآن کریم نے فرمایا کہ

وَفِيٓ اَمۡوَالِهِمۡ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالۡمَحۡرُوۡمِ (الذاریات: ۲۰)

قوموں کی زندگی پر ایسے مواقع آتے ہیں کہ ان کے غرباء کے ان امیروں پر حق بن جایا کرتے ہیں صدقے کی بات نہیں رہتی، خیرات کا معاملہ ختم ہو چکا ہوتا ہے۔ سائل اور محروم ایسے

ہوتے ہیں جن کا حق تمہارے اموال میں آجاتا ہے اگر تم ادا نہیں کرو گے تو حق مارنے والے اور خائن کہلاؤ گے۔ میں خیانت کا مضمون ان پر زبردستی چسپاں نہیں کر رہا۔ قرآن کریم نے جو باتیں بیان فرمائی ہیں انہی کی روشنی میں یہ آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں۔ ان کے اموال میں تو خدا جانے خدا کے کتنے بندوں کے حق شامل ہو چکے ہیں لیکن آج انہوں نے بوسنیا والوں کے ساتھ جو سلوک کیا ہے اس کا ردعمل آپ دیکھیں۔ ایک مغربی ملک میں جب ہمارے نمائندے میری اس ہدایت کی وجہ سے پہنچے کہ بوسنیا کے مظلوموں کو تلاش کر کے ان سے ہمدردی کی جائے، ان کی خدمت کی جائے، ان کو کپڑے دیئے جائیں اور ان کو زندگی میں بحال کرنے کے لئے اور جو بھی کوشش ہے وہ کی جائے۔ اس گروہ کی سربراہ ایک عورت تھی اس نے ان سے ملنے سے صاف انکار کر دیا۔ اس نے کہا تم مسلمان ہو؟ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا میں کسی مسلمان سے خود ملوں گی نہ کسی کو ملنے دوں گی۔ اس پر انہوں نے پوچھا کہ آپ کو کیا ہو گیا ہے ہم مسلمان ہیں ہمدردی سے آئیں ہیں۔ اس نے کہا اپنی ہمدردیاں اپنے گھر رہنے دو ہم نے مسلمان ملکوں کی ہمدردیاں خوب دیکھ لی ہیں، بڑی بے غیرت قوم ہے۔ اپنے مفاد کے لئے تھوڑی سی بات پر بھی بپھر جاتے ہیں اور سب دنیا میں شور مچاتے ہیں لیکن آج ہمارا کوئی پرسان حال نہیں۔ پوری قوم کی قوم ہلاک کی جارہی ہے، برباد کی جارہی ہے، صفحہ ہستی سے مٹائی جارہی ہے لیکن ان کو کوئی فکر نہیں ہے تو تم مسلمان ہو تو ہم تم سے نہیں ملیں گے۔ عیسائی ہماری نگہداشت کر رہے ہیں یہی ہمارے لئے کافی ہے۔ چرچوں میں بیٹھے ہوئے ہیں عیسائی منادان تک پہنچتے ہیں، عیسائی خدمت کرنے والے رضا کار ان کو سنبھال رہے ہیں لیکن وہ خود مسلمانوں سے ملنے سے گریزاں ہیں۔ تب ہمارے وفد نے ان کے نمائندہ کو سمجھایا۔ منت کی کہا کہ دیکھو! ہم وہ نہیں ہیں جو تم سمجھ رہے ہو ہم تو خود ان کے مارے ہوئے ہیں۔ تم بات تو سُن لو ہم کیوں آئے ہیں۔ چنانچہ پھر ان کا غصہ آخر کچھ ٹھنڈا ہوا۔ انہوں نے جب جا کر ان کو سمجھایا کہ یہ ہماری عالمگیر جماعت ہے، ہم یہ کر رہے ہیں۔ ہم تمہاری خدمت کرنا چاہتے ہیں، تم سے ہمارا کوئی مفاد وابستہ نہیں ہے، صرف یہ مفاد وابستہ ہے کہ اگر ہم تمہاری خدمت کریں گے تو ہمارے دلوں کی بے چینی کم ہو گی، ہم جس عذاب میں مبتلا ہیں وہ عذاب تھوڑا سا ٹھنڈا ہو گا، ہم تو تمہارے غموں میں مر رہے ہیں اس لئے ہمیں خدمت کا موقعہ دو۔ پھر ان کی کیفیات بدلیں اور وہ کہتے ہیں کہ پھر یکسر پلٹ گئی، اچھا یہ مسلمان بھی دنیا میں ہوتے ہیں۔ تو امانت میں خیانت جب بڑے بڑے لوگ کرتے ہیں جن کو

خدا امیر بناتا ہے تو ان کی امارت کے دائرے بھی وسیع ہو جاتے ہیں۔ ان کو مخلوق خدا کے زیادہ حقوق ادا کرنے ہوتے ہیں۔ اگر وہ اُن سے غفلت کریں گے تو جیسا کہ قرآن اور حدیث نے خبر دی ہے وہ لازماً پکڑے جائیں گے اور بہت بڑے عذاب کے سزاوار ٹھہریں گے۔

احمدیوں کو میں اس سلسلہ میں دوبارہ یہ توجہ دلاتا ہوں کہ جو اطلاعیں مجھے مل رہی ہیں ان کے مطابق ابھی تک اس قدر بے چینی کا پورا اظہار ہر جگہ نہیں ہوا جو میں سمجھتا ہوں کہ ہونا چاہئے۔ جتنی زیادہ تکلیف ہے اس کا عشر عشیر بھی ابھی ہمارے احمدیوں کو نہیں پتا کہ کیا ہو گیا ہے۔ اس لئے سارے یورپ کی جماعتیں اور مغرب کی جماعتیں جن تک میری آواز پہنچتی ہے ان کو میں توجہ دلاتا ہوں کہ خدا کے حضور آپ بری الزمہ تب ٹھہریں گے جب حضرت محمد مصطفی ﷺ کا دل لے کر پھر بنی نوع انسان کی خدمت کریں۔ ایسا دل لے کر جائیں جس کے اوپر خدا کے پیار کی نظریں پڑیں۔ یہ نہ ہو کہ لوگ کہیں کہ تم کیوں غم نہیں محسوس کر رہے تم کیوں فکر نہیں کر رہے۔ خدا کہے کہ تم کیوں اتنا فکر کر رہے ہو۔ اقبال نے کہا تھا۔

مجھے فکر جہاں کیوں ہو

جہاں تیرا ہے یا میرا (کلیات اقبال)

پتا نہیں یہ کس اسلام کی آواز تھی۔ مجھے تو اس شعر کے مقابل پر قرآن کی وہ آواز سُنائی دیتی ہے کہ محمد مصطفی ﷺ خدا کے جہان کا اتنا فکر کرتے ہیں خدا عملاً یہ کہتا ہے کہ تجھے فکر جہاں کیوں ہے جہاں تیرا ہے یا میرا لیکن محمد مصطفی ﷺ اُس کے تھے جس کا جہاں تھا اس لئے تیرے میرے کے فرق اُٹھ چکے تھے۔ اسی مضمون کو خدا تعالیٰ نے ان لفظوں میں بیان فرمایا۔

لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿٤﴾ (الشعراء:۴)

اے میرے محمد ﷺ! کیا تو ان کی خاطر اپنے پاک نفس کو ہلاک کر لے گا جو تیرا انکار کر کے ہلاکت کی طرف جا رہے ہیں۔ پس آج مسلمانوں کو محمد مصطفی ﷺ کے دل کی ضرورت ہے۔ اسی دل سے حقیقی سچی ہمدردی کے سرچشمے پھوٹتے ہیں۔ ہر احمدی کو وہ دل اپنے سینے میں داخل کرنا چاہئے اور اس دل کے ساتھ بنی نوع انسان کی خدمت کرنی چاہئے۔

اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین